مدیر کے نام

عقیل امین احمد لون ،جہلم

محترم شاہنواز فاروقی نے 'اخوان المسلمون کی شان دار کامیابی' (جنوری ۲۰۰۶ء) میں جو کچھ لکھا ہے علامہ اقبال بھی بہت عرصہ قبل یہ لکھ چکے ہیں ؎

رنگ گردُوں کا ذرا دیکھ تو عنّابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی اُفق تابی ہے

علامہ اقبال نے مجملاً یہ بات کہی تھی لیکن شاہنواز فاروقی نے اس بات کو کھول کر بیان کیا ہے کہ عراق میں امریکا کو ہزیمت سے دوچار کرنے والے کوئی تنخواہ دار بریگیڈیئر' کرنل' جنرل یا فیلڈ مارشل نہیں' اور نہ کوئی بکتربند فوج ہے بلکہ صرف اور صرف چند افراد کی قوتِ ایمانی اس کے مدِّ مقابل ہے___ اور وہ بھی غیر منظم۔ اگر اسلام منظم ہوکر مدِّ مقابل آجائے تو......

احمد علی محمودی ،بہاول پور

لبیك اللھم لبیك (جنوری ۲۰۰۶ء) قلب کی گہرائی سے نکلے ہوئے یہ کلمات بہت پُراثر اور ضیوف الرحمٰن کے لیے نادر تحفہ ہیں۔ اس سے بہتر' جامع اور مدلل تشریح اس سے قبل نظر سے نہیں گزری۔ اسے بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اس کا خوب صورت پہلو اس کا دعوتی رنگ ہے۔ تاہم' تلبیہ میں ان الحمد والنعمة کے بعد لك والملك کو علیحدہ کرکے عنوان بنادینے کے بجاے متصل ہی دینا مناسب تھا۔

عتیق الرحمٰن صدیقی ،ہری پور

'قربانی اور فلسفۂ قربانی' (جنوری ۲۰۰۶ء) ایک خوب صورت اور دل کش تحریر ہے۔ سید مودودیؒ نے تسلیم ورضا اور فدویت کے فلسفے کو ایسے کیف زا اسلوب میں پیش کیا ہے کہ بار بار مطالعے کو جی چاہتا ہے۔ اسلام کی اصل روح یہی ہے کہ بندۂ مومن اپنی تمام محبتوں کو حق کی محبت پر قربان کرنے کے لیے آمادہ رہے۔ آیت الکرسی کا مطالعہ اچھی کاوش ہے مگر اس کی براہِ راست تشریح و توضیح بھی مقصود تھی جس سے صرفِ نظر کیا گیا ہے۔ کشمیر واقعی خطرناک سیاسی زلزلوں کی زد میں ہے۔ 'پیرانِ پارسا' اسے جھٹکوں پہ جھٹکے دیے چلے جارہے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد کا تجزیہ اور نقد یقیناً فکرافروز ہے اور چراغِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن انجم ، قصور

'امدادی سرگرمیوں کی آڑ میں' (جنوری ۲۰۰۶ء) مرزا محمد الیاس کی مختصر مگر جامع تحریر ہے اور اس میں چونکا دینے والے حقائق کا انکشاف کیا گیا ہے۔ آج اُمتِ محمدیہ کو محوِ خواب دیکھ کر مسیحی مشنریوں اور صہیونی تنظیموں نے امدادی سرگرمیوں کی آڑ میں مجبور اور بے کس لوگوں کو منظم طریقے سے بہلانا پھسلانا شروع کر دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تنظیموں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ متاثرہ علاقوں میں زخمی اور بے سہارا کم سن بچوں کو گود لینے پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے اداروں اور تنظیموں کو تشکیل دیا جائے جو متاثرہ علاقوں میں ریلیف اور بحالی کا کام کریں تاکہ اہلِ ایمان اور معصوم بچے مسیحی و صہیونی تنظیموں کے ناپاک مقاصد سے محفوظ رہ سکیں۔

رفیع الدین ہاشمی ، لاہور

مولانا امیر الدین مہر کے خط (جنوری ۲۰۰۶ء) کے حوالے سے خوشی کی بات ہے کہ قارئین' ترجمان میں لفظوں اور املا کی چھوٹی بڑی غلطی کو بھی نوٹ کرتے ہیں۔ ذال اور زے کی بحث کے سلسلے میں ایک بنیادی حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ جب الفاظ' اصل زبان سے کسی دوسری زبان میں جاتے ہیں تو بعض اوقات جوں کے توں برقرار نہیں رہتے بلکہ املا اور تلفظ حتیٰ کہ کبھی کبھی معانی کے اعتبار سے بھی وہ لفظ تبدیل ہوجاتے ہیں۔ عربی، فارسی، انگریزی اور دیگر زبانوں کے صدہا الفاظ ایسے ہیں جنھوں نے اُردو میں آکر اپنا املا اور تلفظ بدل لیا۔ اور اُردو والوں، بشمول ماہرین لغت و املا، نے اُنھیں قبول کرلیا۔ اب اُردو میں ان کی یہی تبدیل شدہ صورت ہی صحیح ہے (طوالت کے خوف سے مثالوں سے احتراز کرتا ہوں)۔ اس لیے یہ اصرار بے جا ہے کہ فارسی میں ذال نہیں ہے، اس لیے ہم اُردو میں بھی فارسی الاصل لفظوں کو ذال سے نہ لکھیں۔

پھر یہ بھی ایک مفروضہ ہے کہ فارسی میں ذال نہیں ہے۔ متعدد نامور اور مسلّمہ ماہرین لغت و املا، مثلاً ڈاکٹر شوکت سبزواری، جناب رشید حسن خاں، پروفیسر نذیر احمد، سید قدرت نقوی اور بہت پہلے خان آرزو ثابت کرچکے ہیں کہ فارسی میں ذال ہے۔ ایرانیوں کے ہاں، خصوصاً لغت نامہ دہخدا میں اس کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ قاضی عبدالودود مرحوم اور ڈاکٹر عبدالستار صدیقی بھی ذالِ فارسی کے قائل تھے۔ بھارت میں اُردو کے سب سے بڑے اشاعتی ادارے ترقی اُردو بیورو دہلی کی املا کمیٹی (مشتمل بر: مالک رام، پروفیسر نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر سید عابد حسین، پروفیسر مسعود حسین خاں، پروفیسر خواجہ احمد فاروقی، پروفیسر گیان چند جین، پروفیسر گوپی چند نارنگ وغیرہ) کی مطبوعہ سفارشات میں 'دل پذیر'، 'اثر پذیر' وغیرہ کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ افسوس کہ یہاں اس سے زیادہ بحث و تفصیل کی گنجایش نہیں۔ مولانا امیر الدین مہر نے آخر میں لکھا ہے کہ ''ع س مسلم صاحب کو داد دینا چاہیے کہ انھوں نے ایک صحیح تلفظ اور رسم الخط کو باقی رکھنے کی کوشش کی ہے''۔ عرض ہے کہ ذال اور زے کے استعمال کا مسئلہ املا کا ہے، نہ کہ تلفظ یا رسم الخط کا۔

عثمان پیرزادہ ٗ حیدرآباد

آپ کے مضامین ایک کوشش ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی۔ دراصل ہماری سیاست اور صحافت کا طریقہ امر بالمعروف کے سوا اور کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ مگر صورت حال اس کے برعکس ہے۔ اس وقت عدل وانصاف کی اتنی شدید ضرورت ہے جیسے زندگی کی بقا کے لیے ہوا اور پانی کی۔ ظالم اور بااثر مجرم لوگ ایسے طاقت ور ہو چکے ہیں کہ ان کا کچھ نہیں بگاڑا جا سکتا۔ پولیس کے مظالم کی داستانیں ہر روز عالم آشکار ہیں۔ انصاف مانگنے سے بھی نہیں ملتا۔ لہٰذا یہ ناگزیر ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے سے غفلت کی طرف بھرپور توجہ دلائی جائے ٗ بلکہ ایک بڑی تحریک کی ضرورت ہے کہ منکرات دب جائیں ٗ معروف عام ہو اور عدل قائم ہو۔

محمد آصف اسماعیل ٗ دوحہ ٗ قطر

الحمدللہ دسمبر ۲۰۰۵ء کا شمارہ بہت متوازن تھا۔ 'حکمتِ مصائب' میں ملک عطا محمد نے بڑے دل نشیں انداز میں قرآن وسنت کی روشنی میں ایک اہم موضوع کی وضاحت کی ہے۔ اگر 'اشارات' کو عموماً ۱۰ ٗ ۱۲ صفحات دیے جائیں اور باقی صفحات میں دوسرا مواد ٗ مثلاً مولانا مودودی کے لٹریچر سے اقتباس ٗ فہم قرآن وحدیث ٗ نومسلموں کے حالات یا دوسرے معاشرتی یا نفسیاتی مسائل وغیرہ میں رہنمائی ٗ حتیٰ کہ اشتہارات کو دیے جائیں ٗ تو یہ تبدیلی اشاعت میں اضافے اور مالی معاونت کا باعث ہو سکتی ہے۔

نثار عباس، عرفان احمد بھٹی ٗ بہاول نگر

ہم کچھ دوست 'خیرخواہ' اور 'سنابل العلم' اور مختصر مضامین فوٹو کاپی کروا کے تقسیم کرتے ہیں ٗ جب کہ کچھ کو بذریعہ ڈاک ارسال کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد شہادتِ حق کی ذمہ داری کو کسی نہ کسی طرح ادا کرنا ہے اور یہ ایک آسان ذریعہ بھی ہے۔ کوشش یہی ہے کہ اس طرح یہ لوگ اچھے اور سنجیدہ علمی جرائد پڑھنے لگیں اور ان کے معاون بنیں۔ ع صلاے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے!

خالدہ مسلم ٗ لاہور

آج کل ایرانی صدر اور نمایندوں کے بیانات پڑھ کر اور سن کر دل میں خیال گزرتا ہے کہ کاش! میں ایرانی قوم کی ایک فرد ہوتی تو سر اُٹھا کر تو چلتی۔ محمود احمدی نژاد آج ملّت کا ترجمان بن کر اُبھرا ہے جو امریکی استعمار کی دھمکیوں اور بلیک میلنگ کے سامنے مردانہ وار کھڑا ہے۔ انڈونیشیا کے کسی دُور دراز جزیرے سے لے کر افریقہ کے کسی کونے میں بسنے والے مسلمان تک ٗ سب کی دعائیں اُس کے ساتھ ہیں۔ ایک دفعہ اس حقیقت کو سمجھ لیا جائے کہ یہ چند روزہ زندگی ہی سب کچھ نہیں ہے تو سچ کے لیے کھڑا ہوا جا سکتا ہے۔ ایک پاکستانی کی حیثیت سے تو میرا سر جھکا ہوا ہے۔ کہنے کو تو ہم ایٹمی طاقت ہیں لیکن آج ساری دنیا کے مسلمان گھرانوں میں ہم پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔ خیال آتا ہے کہ کیا ہم اتنے بُرے ہیں ٗ کیا ہمارے گناہ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ہمیں ذلت کی سزا دینے کے لیے مشرف جیسا شخص ہم پر مسلط کیا گیا ہے!